© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

۲۸ جون کی شام کو پوری قوم صدر یحیٰی صاحب کی تقریر کیلئے گوش بر آواز تھی، صدر کی تقریر موجودہ حالات میں بہت حد تک جاندار اور سیاسی تعطل میں ارتعاش پیدا کرنے والی تھی۔ اکثر لیڈروں کا فوری ردعمل اظہار اطمینان تھا اور اس میں شک نہیں کہ مشروط غیر ملکی امداد کے بارہ میں خوددارانہ رویہ، نظریہ پاکستان اور اسلامی آئین سے وفاداری کا عہد، بھارت کے مذموم ارادوں کے سامنے عشق نبوی سے سرشار ہو کر ڈٹے رہنے کا عزم بحالی جمہوریت و انتقالِ اقتدار کے راستے پر گامزن رہنے کے عہد کی تجدید۔ یہ سب باتیں سراہنے کے قابل تھیں مگر ہمارے خیال میں تقریر کا اہم اور بنیادی حصہ وہی ہے جس کا تعلق آئین کے نئے طریق کار سے ہے۔

آئین کسی قوم کی اخلاقی سماجی معاشی اور معاشرتی زندگی کا سرچشمہ اور کسی قوم کی تشکیل اور عروج و ارتقاء میں اس کا حصہ ریڑھ کی ہڈی بلکہ روح جیسا ہوتا ہے اس لئے آئین سے متعلق کوئی اقدام پوری قوم کی نظری و فکری قوتوں کا محور ہونا چاہیئے اور آئین کا نام آتے ہی پوری قوم کے دل کی دھڑکن تیز ہونی چاہیئے کہ ع عشق است و ہزار بدگمانی ——— آئین کے موجودہ منصوبے نے ہمارے ان خدشات کو ثابت کر دکھایا کہ قوم کی اکثریت کا موجودہ جمہوری مزاج ایسے نازک ترین کام کا متحمل نہیں نہ تو وہ جذبات اور پُرفریب تصورات سے ہٹ کر صحیح پارلیمنٹ کا انتخاب کر سکتی ہے۔ نہ موجودہ شکل میں منتخب پارلیمنٹ خلوص، للّٰہیت سے کام لیکر اسلامی تقاضوں اور ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی اسلامی آئین ملک کو دے سکتی ہے۔

اسلامی آئین کی تشریع اور آئین سازی کو تو چھوڑئیے جس کا حق مخلوق کے خالق نے کسی کو دیا ہی نہیں کہ خلق کے ساتھ امر کا رشتہ بھی اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے ——— جدید تقاضوں کے مطابق آئین کی تشریح و تعبیر اور تدوین و تشخیص بھی اتنا معمولی کام نہیں جسے "جمہوریت" کی پیداوار ایک ایسی پارلیمنٹ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے جس کی اکثریت کی دین سے وفاداری تو کجا ملک و ملت سے "وفاداری" کا مسئلہ بھی پوری قوم کیلئے المناک بحران کا سبب بن جائے۔

★ ★

© rasailojaraid.com